رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔
ششماہی ۔

قیمت فی پرچہ (۲/)

"ہفتہ وار" مملکت

ایڈیٹر میر حسن الدین

رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔
ششماہی ۔

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

جلد (۹)	۲۵ بہمن ۱۳۵۹ ف	۴ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ روز یکشنبہ	۲۵ ڈسمبر ۱۹۴۹ء	نمبر (۳۷)

بیت المقدس بین الاقوامی نگرانی میں

سامراجیوں کی سازش

اقوام متحدہ کی سیاسی کمیٹی نے یہ تجویز منظور کر لی کہ بیت المقدس کو ایک علٰحدہ بین الاقوامی علاقہ بنا دیا جائے جس پر کلیتہً اقوام متحدہ کا کنٹرول ہو اور وہ اس شہر کے نظم و نسق کی نگرانی کرے۔ عربوں کا مطالبہ تھا کہ یہ شہر ان کے حوالہ کر دیا جائے۔ یہودی مدعی تھے کہ یہ شہر ان کا ہے اور اس کے بغیر ان کی باقی ریاست میں جان نہیں رہتی۔ متحدہ اقوام نے یہ سوچ کر کہ دونوں میں تصادم نہ ہو یہی مناسب سمجھا کہ اسے بین الاقوامی قومیت میں دے دیا جائے۔ عربوں کا دعویٰ مسترد اور یہودیوں کا مطالبہ بھی نامنظور۔ مگر یہ بھی معلوم کہ جب اس تجویز کو جنرل اسمبلی میں پیش کیا جائے گا تو وہ بھی اسے منظور کرے گی یا رد کر دے گی۔ اور اگر اس نے منظور نہیں کیا تو وہ اس کا کیا بدل پیش کرے گی اور عربوں اور یہودیوں کے قبضہ کو کس طرح بٹے گی۔ بظاہر تو سیاسی کمیٹی نے بیت المقدس کی بین الاقوامی حیثیت تسلیم کر لی ہے ممکن ہے کہ جنرل اسمبلی بھی اس کی تصدیق کر دے لیکن کیا یہودی اس فیصلہ کو منظور کریں گے؟ ہمارا خیال ہے کہ وہ منظور نہیں کریں گے۔ اور اس پر زبردستی قبضہ کر کے اپنی سیاسی طاقت کا مظاہرہ کریں گے۔ متحدہ اقوام کی پوزیشن یہ ہے کہ اگر یہودیوں نے زبردستی کی تو وہ ابتدائی کارروائی کرنے کے بعد ان کے خلاف کچھ نہ کر سکے گی عرب چلائیں گے۔ کچھ ممبر ہمدردی کی علامت کریں گے اور معاملات فیصلہ ختم ہو جائے گا۔ اس تاخیر کا مطلب یہ ہوا کہ یہودی نے پہل کر کے اپنی زبردستی کا لوہا منوا لیا متحدہ اقوام بھی اس پر خاموش رہے گی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ متحدہ اقوام کے کمیشن نے عرب اور اسرائیل کی جو حدود متعین کی تھیں یہودی ان پر قائم نہ رہے اور ان علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا جو عربوں کے حدود میں داخل تھے اور وہ آج تک ان پر قابض ہیں۔ عربوں نے بار بار ان پر متحدہ اقوام کو توجہ دلائی۔ گویا عربوں کے علاقہ پر قبضہ کرنا اور متحدہ اقوام کے فیصلہ کی توہین کرنا یہودیوں کا پیدائشی حق ہے اور عرب اسی لئے ہیں کہ وہ اپنی چیزیں اسرائیل کے حوالہ کرتے رہیں۔ انہیں من مانی کارروائی کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ برطانیہ اور امریکہ کی سازش اور متحدہ اقوام کے فیصلے نے اسرائیل کی سلطنت قائم کر کے اور فلسطین کے عربوں کی شہ رگ کاٹ کر جو ظلم ڈھایا ہے وہ اس بات کے لئے کافی ہے کہ دنیا کے انصاف پسند اس پر لعنت بھیجتے اور جب تک اس سے اس ظلم کی تلافی نہ کرا لیتے اس کی طرف رخ بھی نہ دیکھتے۔ لیکن اس نے کچھ اس طرح جال پھیلایا ہے کہ دنیا کی حکومتیں جان بوجھ کر اس کا شکار بننے پر مجبور ہیں اور وہ اس کے سامنے اس درجہ مجبور ہیں کہ ظلم دیکھتے ہیں اور خاموش ہیں۔ دنیا کی کیسی کیسی اچھی حکومتیں ہیں جو اقوام متحدہ کے سامنے بے جان لاش کی طرح پڑی ہیں اور وہاں جا کر ان کا ضمیر و ایمان سب کچھ سلب ہو گیا ہے۔

آج فلسطین کی حالت بالکل کشمیر کے مماثل ہے جس طرح کشمیر میں جنگ بند کر دی گئی اور معاملات کو زیادہ سے زیادہ الجھا دیا گیا۔ اسی طرح فلسطین میں جنگ بند کر دی گئی اور اس کی تقسیم عمل میں آئی مگر حالات سدھرنے کے بجائے اور بگڑ گئے اور اس بات کا ہر وقت خطرہ ہے کہ خدا معلوم کب یہ لاوا ابل پڑے اور مشرق وسطیٰ میں کب خون کی ندیاں بہہ جائیں۔ کیا حق و انصاف کی دنیا اس ظلم عظیم کو بھول سکے گی کہ فلسطین کے پانچ لاکھ عربوں [illegible] عرب اپنے ہی وطن میں بے گھر اور پناہ گزین بنا دیئے گئے ہیں۔ کیا امریکہ کے سر پر یہ خون اتر آئے گا کہ عربوں کے آبائی وطن میں دنیا بھر کے یہودیوں کو آباد کر کے اور انہیں جدید اسلحہ جنگ دے کر عربوں کے گلزار کو گورستان بنا دیا گیا اور دونوں کو جو دے کر قلب عرب میں اسرائیلی حکومت قائم کر دی گئی؟ کیا واقعی ایک ممبر کے لئے بھی اس کا تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ حبش یا امریکہ یا افریقہ کے حبشیوں کو دعوت دے کر وہاں میں آباد کر دے اور انہیں اسلحہ جنگ پہنچا کر برسوں وہاں کا حاکم مطلق بنا دے۔ مگر امریکہ نے یہ سب کچھ کر کے [illegible] لیکن دنیا کی بے حسی اور لاپروائی کا یہ عالم ہے کہ اس حادثہ پر کسی حیرت کا اظہار نہیں کرتی اور کوئی حکومت یہ نہیں کہتی کہ عرب ان لوگوں کو کان پکڑ کر باہر نکال دیں۔ [illegible] کر بارود کے ذریعہ بڑے بڑے کرتب دکھلائے جاتے ہیں مگر امریکہ اور برطانیہ نے واقعہ پر اپنا پورا زور دکھا دیا کہ عرب میں تباہ ہونے [illegible] بھی کے ملک برباد کر دیا اور وہ بھی آج [illegible] برطانیہ اور امریکہ عرب کے تباہ حال مسلمانوں کی خبر گیری کا [illegible] یہودیوں کے ہاتھوں [illegible] اور عربوں کو قتل عام کرایا اور پھر جب [illegible]

ہفتہ وار
مملکت
۲۵ بہمن ۱۳۵۹ ف

قاضی جی کی بکواس

ایک غیر مذہبی جمہوری مملکت کا بنیادی تصور یہ ہے کہ اس میں مختلف مذاہب کے ماننے والے، مختلف زبان بولنے والے، مختلف ثقافتوں کے حامل اور مختلف سیاسی نظریات پر عقیدہ رکھنے والے گروہ یا جماعتیں آزادی کے ساتھ زندگی بسر کر سکتی ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو کا ایک غیر مذہبی جمہوری مملکت سے متعلق یہی تصور ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ ایسی مملکت کے تحت ایک ہی قوم کے افراد آباد ہوں چنانچہ ممالک متحدہ امریکہ میں مختلف قوم اور نسل کے لوگ نیز مختلف سیاسی عقائد رکھنے والے رہتے بستے ہیں۔ سوویٹ روس میں بھی یہی کیفیت ہے۔ اسٹالن نے روس کے مسلمانوں سے یہ کبھی نہیں کہا کہ وہ ترکی یا ایران چلے جائیں۔ ہر حکومت اپنے ملک کے باشندوں سے وفاداری کا مطالبہ کرتی ہے اور اگر کوئی فرد یا جماعت اس مطالبہ کی تکمیل نہ کرے تو اس کو قانون کے تحت سزا دیتی ہے۔ لیکن اس سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تم ہمارا ملک چھوڑ کر کسی اور ملک کا راستہ لو۔ لیکن قاضی عبدالغفار صاحب کا یہ مطالبہ ہے کہ حیدرآباد کے وہ مسلمان جو قاضی صاحب کے موجودہ مسلک سے متفق نہ ہوں ———— ہم نے موجودہ کا لفظ سوچ سمجھ کر استعمال کیا ہے کیونکہ قاضی صاحب کا مسلک ہمیشہ بدلتا رہا ہے اور "پیام" مرحوم کے صفحات ہمارے اس دعویٰ کی تائید میں کافی مواد رکھتے ہیں ———— پاکستان چلے جائیں۔ اگر یہ ایک مشورہ ہے تو حیدرآباد کے کسی مسلمان نے قاضی صاحب سے مشورہ طلب نہیں کیا تھا اور بے مانگے کا مشورہ مناسب نہیں معلوم ہوتا لیکن اگر یہ حکم ہے تو ہم اس کو اس لئے نظر انداز کئے دیتے ہیں کہ قاضی صاحب کو تا حال جمہوریہ ہند کے کارفرما کی حیثیت سے منتخب نہیں کیا گیا ہے۔

مقام حیرت ہے کہ قاضی صاحب دکن کے مسلمانوں کی وفاداری پر شبہ کی نظر ڈالنے کی جسارت کر رہے ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ وفاداری سے قاضی صاحب کیا مراد لیتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں کن شرائط کی تکمیل کرنے کے بعد قاضی صاحب اور ان کے مقامی ہمنوا روزنامہ "شیب" مسلمانوں کی وفاداری کو شبہ سے بالاتر تصور کریں گے؟ مسلمانان دکن نے حکومت وقت کی اطاعت کا وعدہ کیا اور اس وعدہ کی لفظاً و معناً تکمیل کر رہے ہیں۔ پولیس کارروائی کے بعد سے مسلمانان دکن پر کافی مصائب ٹوٹ پڑے، انہیں جانی نقصان برداشت کرنا پڑا، مالی نقصان اٹھانا پڑا اور ان کے ذرائع معیشت مالی لحاظ سے حد تک مجروح ہو گئے لیکن انھوں نے کوئی جلسہ بازی کی اور نہ انجمن بازی بلکہ خاموشی کے ساتھ صبر کرتے رہے اور حکومت وقت نے ان کی مصیبتوں کو کم کرنے میں جو کچھ بھی کیا اس پر وہ حکومت کے شکر گزار ہوئے۔ قاضی صاحب سے ہمارا ایک صاف سوال یہ ہے کہ وہ اور ان کے مقامی ترجمان روزنامہ "شیب" ازراہ کرم یہ بتلائیں کہ مسلمانان دکن نے پولیس کارروائی کے بعد کیا جو انھیں نہ کرنا چاہئے تھا اور کیا نہیں کیا جو انھیں کرنا چاہئے تھا۔ اگر یہ حضرات صاف صاف جواب دیں تو ہمیں بھی پتہ چلے گا اور حکومت کے معلومات میں بھی اضافہ ہوگا۔ بلا وجہ حکومت کو ڈرانے، ہندوستانی مسلمانوں کو غیر وفادار بتانا خود حکومت کے ساتھ ناانصافی کرنا ہے کیونکہ حکومت کے سامنے بہت سے اہم تر اور حقیقی مسائل ہیں۔ حکومت کے سامنے مسلمانوں کی بے وفائی کا ایک ہوا کھڑا کر دینا انتہائی غیر شریفانہ حرکت ہے جب تک حکومت مسلمانوں کے صحیح جذبات سے ناواقف رہے گی وہ یقیناً ایسی دھمکیوں کو اہمیت دے گی اور ایسا کہنے والوں کو اپنا دوست سمجھے گی لیکن جوں ہی حکومت کو پتہ چل جائے گا کہ یہ سب کچھ ڈھونگ اور پروپیگنڈا تھی تو مقامی حکومت جان لے گی کہ قاضی عبدالغفار یا مدیر "شیب" کس قسم کے مشیر یا دوست ہیں۔ ہم قاضی صاحب کے راستہ میں حائل ہونا نہیں چاہتے وہ دلی کی حکومت کو جس طرح چاہیں مغالطہ دیں لیکن ہمارا خیال ہے کہ ان کے یہ ہتھکنڈے حکومت حیدرآباد کو کچھ زیادہ مرعوب نہ کر سکیں گے۔

رہا روزنامہ "شیب" تو ہمارا اندازہ ہے کہ اس اخبار کو غلط راستوں میں سرپرستی کر کے حکومت یہ محسوس کر رہی ہوگی کہ اس نے روپیہ ضائع کیا۔ اگر ایسا نہیں ہے اور اخبار "شیب" کو مزید روپیہ مل سکتا ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد لیکن یہ کیا ضرور ہے کہ مسلمانوں کو تختہ مشق بنا کر یہ روپیہ حاصل کیا جائے۔

ہم حکومت کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ اپنے حل طلب مسائل کی فہرست سے مسلمانوں کے مسئلہ کو خارج کر کے اطمینان کے ساتھ دیگر مسائل کی جانب متوجہ ہو جائے۔ مسلمانوں نے حکومت کی اطاعت کا وعدہ کیا ہے۔ قاضی صاحب یا روزنامہ "شیب" کی بکواس سے اگر حکومت متاثر ہوتی ہے تو وہ بلا وجہ ایک غیر ضروری درد سر مول رہی ہے۔ اگر پاکستان کے وجود یا اس کے اعمال سے حکومت ہند کو تکلیف ہو رہی ہے تو اس کا خمیازہ مسلمانان دکن یا مسلمانان ہند کو کیوں بھگتنا پڑے۔ اگر قاضی صاحب کا مشورہ صحیح ہے تو اس کا یہ مفہوم ہوا کہ حکومت ہند بھی دو قومی نظریہ کی قائل ہے مگر ہم اب بھی یہی سمجھتے ہیں کہ قاضی صاحب کا مشورہ حکومت کو بدنام کرنے والا، اس کی مشکلات میں اضافہ کرنے والا اور خود مسلمانوں کے حق میں سم قاتل ہے۔

قارئین نے نوٹ کیا ہوگا کہ ہم نے روزنامہ "شیب" کو قاضی صاحب کا مقامی ترجمان قرار دیا ہے نہ کہ "پیام" کو حالانکہ "پیام" کے بانی خود قاضی صاحب رہ چکے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جدید "پیام" اب تک ایک نظریہ ایک مسلک رکھتا ہے لیکن قاضی کا "پیام" حالات کے تحت بدلتا رہا۔ سرمایہ داروں کی محفل میں قاضی صاحب ان کے فائدے کی باتیں کرتے ہیں، ترقی پسندوں میں ترقی پسندی بگھارتے ہیں، ہندوؤں کے سامنے مسلمانوں کو گالی دیتے ہیں اور خاص مسلم محفلوں میں ہندوؤں پر نکتہ چینی کرتے ہیں، جاگیرداری نظام کے دشمن ہیں لیکن ہوش یار جنگ کے دوست جو اس نظام کے پروردہ اور اسی معیشت و معاشرت کی پیداوار تھے۔ غرض قاضی جی ایک بھول بھلیاں ہیں۔ ہم انھیں بھول جانا چاہتے ہیں لیکن خدا جانے کیوں سال چھ مہینے میں ایک بار یہ ضرور کچھ ایسی حرکت کر بیٹھتے ہیں جس سے ان یاد تازہ ہو جائے۔ اپنے فائدے کے لئے یہ ہم پر ظلم کر رہے ہیں۔

انہیں اپنے جدید مشغلوں کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی وہ حیدرآباد آئے اور کچھ رقمی وعدے بھی حاصل کرنے میں اس سے کچھ تعرض نہیں بشرطیکہ وہ اپنی بے اصولی بکواس بند کردیں۔

سرخ چین کی حکومت اور برطانیہ

از

ڈبلیو ایور

برطانوی نمائندہ سر ٹرنس شون نے حال ہی میں اقوام متحدہ کی اسمبلی کو بتایا کہ چین کی کمیونسٹ حکومت کو تسلیم کرتے وقت حکومت برطانیہ حقایق کو سامنے رکھے گی۔ اس کے فیصلہ کو چین کی نئی حکومت کے رجحانات متاثر نہیں کریں گے۔ حکومت کو تسلیم کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ اسے پسند یا ناپسند کیا جا رہا ہے۔

متعدیہ خیال صرف برطانوی پالیسی ہی کو ظاہر نہیں کرتا۔ بین الاقوامی دنیا میں یہ نظریہ ہمیشہ تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ اس کی بنیاد صریحاً معقولیت اور عقلمندی پر رکھی گئی ہے۔

بین الاقوامی قانون کے ایک ماہر نے کہا ہے کہ کسی حکومت یا اسٹیٹ کو تسلیم کرنے کی شرائط کا اس کے مذہب سیاسی نظام یا اس کی قانونی حیثیت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہونا بھی ایسا ہی چاہئے اگر کوئی حکومت کسی دوسری حکومت کو اس لئے تسلیم نہیں کرتی کہ اس کا سیاسی نظام اسے پسند نہیں تو دنیا میں بین الاقوامی تعلقات کا قائم ہونا تقریباً ناممکن ہو جائے گا اگر کسی حکومت کو اس لئے ناقابل اور ناموزوں قرار دے دیا جائے کہ وہ تشدد اور انقلاب کی پیداوار ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نہ صرف سوویٹ یونین بلکہ فرانس ریاست ہائے متحدہ امریکہ برطانیہ اور چین کی کومن ٹانگ حکومت کو بھی قانونی طور پر ناموزوں قرار دینا پڑے گا کیونکہ وہ تو سب انقلاب کی کوکھ سے پیدا ہوئے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ معیار کون سے ہیں جو کسی حکومت یا اسٹیٹ کو تسلیم کرنے کے لئے ضروری ہیں اور دوسرے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آیا چین کی نئی حکومت معیار کے ترازو میں پورا اترتی ہے کہ نہیں؟

(۱) پہلی چیز تو نئی حکومت یا اسٹیٹ کی خود مختاری ہے یعنی وہ کسی دوسری ریاست یا حکومت کی کٹھ پتلی نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ نیا سرخ چین سوویٹ یونین کے بہت نزدیک ہو اور سوویٹ روس کے سیاسی نظریوں کے زیر اثر ہو لیکن اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ وہ اس شرط کو پورا اترتا ہے۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ آبادی کا زیادہ حصہ حکومت کی اطاعت قبول کرلے۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ نئی حکومت مستحکم بنیادوں پر کھڑی ہو اگر اس بات کا ڈر ہو کہ نئی حکومت چند ماہ کے بعد ختم ہو جائے گی تو اس کو تسلیم کرنا بے معنی ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ چین کی نئی حکومت ان دونوں شرائط کو بھی پورا کرتی ہے۔

(۴) چوتھی شرط پر کسی قدر اختلاف ہو سکتا ہے۔ بعض لوگوں کی یہ رائے ہے کسی حکومت کو تسلیم کرنے سے پہلے دیکھنا بھی ضروری ہے کہ آیا وہ حکومت بین الاقوامی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کی قابلیت رکھتی ہے کہ نہیں۔ لیکن یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ ماؤ زے تنگ نے اس بات کی رضامندی کا اظہار کردیا ہے کہ وہ کسی ریاست کے ساتھ سفارتی تعلقات رکھنے کی صورت میں برابری اور باہمی امداد کے اصولوں کا پورا پابند ہوگا۔ نیز وہ علاقائی سالمیت اور اعلیٰ اقتدار کا پورا احترام کرے گا۔

اس لئے صاف ظاہر ہے کہ چین کی نئی حکومت چاروں شرائط کو پورا کرتی ہے لیکن ابھی ایک مشکل باقی ہے اور وہ یہ کہ ان شرائط کو صرف اس علاقہ کے متعلق پورا اترتی ہے جو اس کے کنٹرول میں ہے۔ لیکن اس کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ تمام چین کی حکومت ہے حالانکہ ابھی تک وہ تمام چین کو اپنے کنٹرول میں نہیں لا سکی۔ ابھی تک نیشنلسٹ حکومت موجود ہے اور چین کے ایک حصہ پر اس کا کنٹرول ابھی تک قائم ہے اور وہ بھی تمام چین کی حکومت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

کیا اب وہ وقت آگیا ہے کہ جب ایک نئی حکومت کو تسلیم کیا جائے؟ گذشتہ چند ہفتوں کے واقعات سے ظاہر ہے کہ وہ وقت جلد آنے والا ہے۔

یہ ہیں واقعات جن کو فیصلہ کرتے وقت سامنے رکھنا پڑے گا۔

آخر میں سر ٹرنس شون کے الفاظ دہراتا ہوں۔

برطانوی حکومت چین کی نئی حکومت کو تسلیم کرتے وقت حقایق کو سامنے رکھے گی اور نئی حکومت کے رجحانات یا اس کے طریقوں سے جن کے ذریعہ وہ عالم وجود میں آئی ہے متاثر نہ ہوگی۔ کیونکہ ان کا تسلیم کرنے کے سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

شام کا انقلاب

دمشق ۲۱ دسمبر شام میں تیسرے فوجی انقلاب کے بعد جو کل صبح برپا ہوا تھا حالات پھر قابو میں آگئے ہیں۔ شام کے سابق صدر ہاشم عطاشی پاشا اور نئے انقلابی کرنل عابد شیشکلی میں ایک سمجھوتہ طے پا گیا ہے جس کے بعد آج صبح کرنل سامی نہادی اور ان کے برادر نسبتی اسعد طلس کو جو تیسرے انقلاب سے قبل شامی وزیر خارجہ تھے آج صبح رہا کردیا گیا۔

آج دمشق میں کرنل عابد شیشکلی کے دستخط سے ایک بیان جاری ہوا ہے جس میں اعلان کیا گیا ہے کہ کرنل سامی نہادی کو وظیفہ پر علیحدہ کردیا گیا ہے۔ اور ان کی جگہ شامی افواج کے سپہ سالار اعظم کی حیثیت سے کرنل محمود کا تقرر کیا گیا۔

اسی اعلان میں بتایا گیا ہے کہ کرنل نہادی کی حکومت کا تختہ الٹنے کی ضرورت اس لئے لاحق ہوئی کہ وہ شام کو عراق سے ملحق کرنے کا وعدہ کرچکے تھے۔ جو شامی عوام کی آزادی اور خودداری کا معارض تھا۔ لیکن اب سابق صدر شام ہاشم عطاشی پاشا سے نیا عہد لیا گیا ہے۔ جس میں نہ صرف شام کے عراق سے الحاق کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ عرب ملکوں کے ساتھ اتحاد کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے۔

باخبر سیاسی حلقوں کا کہنا ہے کہ کل رات شام میں جدید کابینہ تشکیل پا گئی ہوگی لیکن اس سلسلہ میں ابھی تک کوئی سرکاری بیان جاری نہیں کیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ شام کے اس تیسرے فوجی انقلاب سے کوئی خاص تبدیلی رونما نہیں ہوگی بجز اس کے کہ کرنل نہادی نے عراق سے الحاق کا جو وعدہ کیا تھا۔ وہ منسوخ ہو جائے گا۔ آج صبح تمام سرکاری عمارتوں پر سے فوج ہٹالی گئی ہے۔ (ی۔ پ)

امریکی ماہر کی خدمات

نئی دہلی ۱۹ دسمبر وزیراعظم نے آج ہندوستانی پارلیمان میں مسٹر ... کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ ملک میں صنعتی ترقی کے لئے مشورے حاصل کرنے کی خاطر حکومت ہند نے امریکہ کے مشیر الیکٹریکل انجینئر ڈاکٹر زون کی خدمات حاصل کی ہیں پنڈت نہرو نے آگے چل کر بتایا کہ ڈاکٹر زون ہندوستان کے مختلف حصوں کا جن میں بہار دامودر گھاٹی جنوبی ہند اور جنگلو بھی شامل ہیں معائنہ کرچکے ہیں اور چند ابتدائی رپورٹیں بھی پیش کرچکے ہیں حکومت ہند ان رپورٹوں پر انتہائی رازداری سے کام کر رہی ہے (داقی)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید:-

ملازمتوں میں پہلا اصول معیار
قابلیت کا ہوتا ہے لیکن ہماری
جمہوری حکومت جمہوریت کی
اس الف ب سے بھی شاید
واقف نہیں اور براہ راست
اور بالواسطہ اس امر کی کوشش
کی جارہی ہے کہ سرکاری ملازمتوں
میں ایک فرقہ کا تناسب گھٹایا
جائے اور دوسرے فرقہ کا تناسب
بڑھایا جائے۔ پولیس ایکشن کے
بعد سے اب تک جتنے ملازمین
کی اس طرح تخفیف کی گئی ان
میں تقریباً سو فی صد اقلیتی
فرقہ کے لوگ ہیں۔ (پیام)

حیدرآباد کے جریدہ نگاروں نے پنڈت سندرلال اور قاضی عبدالغفار صاحب کو برگنز ہوٹل میں مدعو کیا تھا قاضی صاحب نے اپنے میزبانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

جو اخبارات تنہا ماحول میں ہیں
بے جگہ نہیں بنا سکتے اُن کے
لئے پاکستان کا راستہ کھلا ہوا ہے

جمعیت العلماء کے ایک رکن نے دریافت کیا ہے کہ کیا قاضی صاحب پاکستان کی طرف سے رکروٹ بھرتی کرنے تشریف لائے ہیں؟ ہماری اطلاع یہ ہے کہ قاضی صاحب مصیبت زدوں کی امداد کے لئے تشریف لائے تھے۔

اس جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت سندرلال نے کہا کہ:-

جریدہ نگار کو باغی ہونا چاہیئے۔

چنانچہ معاصر "شعیب" اخلاق اور صحافتی اصولوں سے بغاوت کر رہا ہے۔

کلکتہ کی اطلاع ہے کہ:-

کلکتہ میں ایک گرنی کے مزدوروں
کے دو گروپ میں جھگڑا ہوگیا
ایک گروپ نے دوسرے پر
بم پھینکے۔

معلوم ہوتا ہے کہ کلکتہ میں بم بھی پٹاخوں کی طرح فروخت ہوتے ہیں۔

معاصر "حمایت دکن" نے اپنی ۱۸ بہمن کی اشاعت میں اعلان کیا ہے کہ:-

ہم حکیم السیاست بندگان عالی
خاندان آصفیہ کے خیرخواہ ہیں

اور یہ بھی ایک امر واقعہ ہے کہ مدیر "حمایت دکن" نے کافی غور و خوض کے بعد سوشلسٹ پارٹی میں شرکت کی ہے جو اس ریاست کو ٹکڑے کر دینا چاہتی ہے۔ معلوم نہیں مدیر "حمایت دکن" خود فریبی میں مبتلا ہیں یا عوام فریبی میں۔ تو کسی اک آستانہ پر جبیں فرسا بھی ہے۔

ایک نیوز ایجنسی کی خبر ہے کہ:-

سوامی راما نند تیرتھ بیدر
روانہ ہوگئے جہاں وہ چند
روز آرام لیں گے۔

"ماڈرن نیوز" کے خفیہ نامہ نگار کا بیان ہے کہ سوامی جی بیدر جاتے ہوئے کہہ رہے تھے:-

اب تاشہر کے جہاں میں وہ پریشانی نہیں
اہل گلشن پر گراں میری غزل خوانی نہیں

ماڈرن نیوز کے نمائندے سے اسٹیٹ کانگریس کے ممتاز رکن مولوی ابوالحسن سید علی صاحب نے کہا:

میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمان
کانگریس میں شریک ہوں بلکہ
میرا یہ کہنا ہے کہ وہ سوشلسٹ
پارٹی میں بھی شریک ہوسکتے ہیں

مولوی صاحب کو پہلے اصرار تھا کہ مسلمان کانگریس میں شریک ہوجائیں اب شاید ہوا کا رخ دیکھ کر لچک دار بیانات دے رہے ہیں جیسے پرکاش نارائن سے سوامی جی نے ملاقات کی تھی تو ہیتہ سے مولوی صاحب بدل رہے ہیں۔

مسٹر جاگیردار ایڈیٹر "پرجا" کو شکایت ہے کہ حیدرآباد کے اردو اخبارات۔ جے پرکاش نارائن کی تقاریر شائع کر رہے ہیں۔

اور ہم کو یہ شکایت ہے کہ حیدرآباد میں جے پرکاش نارائن تقریریں کیوں کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر عبدالرحیم سوکارنو نے نئی سلطنت متحدہ انڈونیشیا کے صدر کی حیثیت سے حلف اٹھاتے ہوئے کہا:-

میں ہمیشہ خداوند قدوس کی
خدمت، احکام الہی کی پابندی
اور عوام کی خدمت کروں گا۔

معلوم ہوتا ہے کہ انڈونیشیا میں قرون وسطیٰ کی کوئی مذہبی حکومت قائم ہورہی ہے ورنہ غیر مذہبی مملکت میں خداوند قدوس اور احکام الہی کا کیا مقام ہے۔ اس دور میں مشیت الہی کے بجائے مشیت عامہ کارفرما ہے۔

معاصر سلطنت لکھتا ہے کہ راجہ جی کو حیدرآباد کی سیاسیات اور پولیس ایکشن کے بعد کے واقعات کا یقیناً علم ہے۔ وہ ہر بات سے باخبر ہیں کہ کس فرقہ کو زیادہ نقصان پہنچا اور کونسا فرقہ مصائب میں مبتلا ہے۔

سوال یہ ہے کہ خود معاصر "سلطنت" کو اس کی خبر ہے یا نہیں۔

معاصر "سیاست" کی رائے ہے کہ اب بھی بعض ایسے افراد موجود ہیں جو اپنی مملکت کے بجائے دوسری اور مملکت کے مفاد کے خواہاں ہیں۔

ہم سمجھ رہے تھے کہ یہ اشارہ کمیونسٹوں کی طرف ہے لیکن کارکز توجہ بامکو ہے لیکن اس اداریہ کا عنوان ہے "اقلیت کی وفاداری"۔

بین مملکتی کشیدگی کا حل

از

مولانا عبد الماجد دریابادی

ہندوستان اور پاکستان کی کشمکش کو پڑے ہوئے اب قریب دو برسوں کی نوبت آ رہی ہے۔ اور بدمزگیاں ہیں کہ روز افزوں ہی بڑھتی ہی جاتی ہیں۔ مقالوں اور دریں کی گرمی ادھر سے نہ ادھر لیکن تقریر صلح نکالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں حکومتوں کی تو بین ہو رہی ہے۔ لیکن سب سے بڑی پیچیدگی مسئلہ کشمیر کی ہے۔ یہ معاملہ امریکہ بلکہ یوان او کی شریک ساری سلطنتوں کی شکایت معلوم ہوتا ہے کہ طول پکڑ چکی اور حد جواز سے آگے نکل چکی ہیں ——— مصالحت و مفاہمت ہر ایک کی زبان پر ہے لیکن معاملات اب بھی وہیں ہے جہاں دو سال پہلے تھی۔ دونوں گرد دیکھی گئی، تباہیوں اور بربادیوں کے آوے ہو گئے۔ پرانے پامال فقرہ میں کشمیریوں کے پیٹنے لگ گئے ہیں، جنگ رکی گو دیکھی گئی، عملی حاصل کچھ بھی نہیں نکلا مصالحت و مفاہمت کی منزل بہ دستور دور ہی ہے۔

مصالحت کے لئے بھی کبھی اتنے قریب اور سامنے ہوتے ہیں کہ انتہائی قریب ہی کی نظروں سے مخفی رہتے ہیں اور عامیوں کی بصیرت بعض اوقات جو نکتہ تلاش کر لیتی ہے ان سے بڑے بڑے ماہرین فن محروم رہ جاتے ہیں ——— حکیم شیراز سعدی کا تجربہ وعظ پر تیر کبھی گاہی کہ از ناداں ———— کا جو پیچ باندھا ہے کچھ اپنی سے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ کہ ہمارا ذاتی تجربہ بھی اسی کی تصدیق کرتا رہتا ہے۔

خوب غور کر کے دیکھئے کہ ہندوستان کے دعوے کا خلاصہ اور ماحصل کیا ہے۔ یہاں کے سیاسی لیڈر اور ذمہ دار زعماء سلطنت جب تقریر کرتے ہیں تو کیا کہتے ہیں؟ یہی کہتے ہیں کہ پاکستان جارحانہ روش دکھا رہا ہے۔ بدنیتی ہماری گھات میں لگا ہوا ہے اسی نے سرحدی قبائل کو ہمارے خلاف اکسا کر شہ دے کر کشمیر پر چڑھا دیا اور اس کی مدد کی۔ اسی کی بنیاد پر ہماری دشمنی پر ہی اسی نے بارہے کر دونوں آدمیوں کا نقصان کرایا، اسی نے کیا جس سے ہر کل وہ اس کا ہمیشہ سے چھڑ الائے خود ہی ہم پر حملہ کر سکتی ہی اور دشمن کو مدد دے کر کشمیر پر حملہ ہو جائے، ہماری سرحد تلوار کا آدمیوں ہو جاتا ہے۔ کشمیر کی کثیر مسلم آبادی میں اپنی مسلمیت کا پروپیگنڈا کر کے وہ اسے بھی ہمارے خلاف کر دیتے رکھا ہوا ہے۔ اگر کشمیر کی گلی اس کے ہاتھ میں آ گئی تو ہماری سرحد چوکیوں ہی تک دشمن ہے تمام تر غیر محفوظ ہو جائے گی۔

انھا تقریروں اور تحریروں میں اول بدل کر کچھ بھی کہتے رہیں حاصل یہی نکلے گا۔ اب تھیک اس کے مقابل ذرا پاکستان کو دیکھئے۔ پاکستان کے لیڈر اور ذمہ دار زعماء رکن کیا کہتے ہیں کہ یہی بہ ہندوستان کی جارحانہ ہوس عالم ہے اس سے خدا بچائے اس پنجے ہی ہمارے تباہ کرنے میں کیا کیا کسر اٹھا رکھی ہے جو اب اس پر کسی طرح کا بھی بھروسہ کیا جا سکے۔ یہ کشمیر بھی قبضہ ہماری ضد اور مخالفت ہی میں جمانا چاہتا ہے۔ یوں ہی ہمارے دریاؤں کا پانی روک چکا ہے اور کشمیر پر قدم جما کر ہی ہمارا گلا گھونٹ کے رکھ دے گا ہماری ہی ضد میں یہ انگلو امریکی بلاک سے ساز باز کر رہا ہے ایسے دشمن کے ہاتھ میں کشمیر کو جانے دینا ملک الموت کو اپنے دروازے پر دعوت دے لینا ہے۔

دونوں کے دعووں کی اصلیت اور صداقت سے یہاں بحث نہیں۔ یہاں صرف یہ مقصود ہے کہ دونوں اپنے کو مظلوم اور انتہائی مظلوم ہی بتاتے ہیں دونوں اپنے تحفظ کی خاطر کشمیر پر اپنا قبضہ ضروری سمجھتے ہیں اور دونوں کے دعوے جزئیات کے بعض فرق سے قطع نظر کر لینے کے بعد بالکل ایک ہی ہیں ——— تو دونوں میں مشترک ایک ہی چیز نکلی یعنی اپنی مظلومیت!

تحلیل و تجزیہ نفس کا ایک قدم اور آگے بڑھئے تو دونوں کی تہ میں ایک ہی جذبہ انسانی یکساں کار فرما نکلے گا۔ اور وہ کون سا جذبہ ہے؟ جذبہ خوف۔ اس سے یہاں ابھی بحث نہیں کہ خوف محض وہمی اور ذہنی ہے یا ٹھوس بنیاد بھی رکھتا ہے۔ بنیاد یہ ہو یا حقیقی ——— بہرحال ہماری خوں آشامیوں اور زہر آزمائیوں کا محرک وہ خوف ہوتا ہے اور خوف بھی وہ جو شدت بکا ہو ——— نفسیات کی کتابیں اگر دیکھ لیجئے کہ خوف اور دہشت سے کیسے کیسے ہولناک نتائج پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ کتابی شہادتوں کو چھوڑئیے کیا آپ کے ذاتی علم و تجربہ سے یہ بات باہر ہے کہ خوف کی بدولت ہی کیا ہیں لوگ کوٹھوں سے کود کود پڑے ہیں، کنوؤں میں جا پڑے ہیں جھوٹ سے باہر لیٹ کر، اچھے اچھے چیتے دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔ اچھے اچھے جوانمرد دہشت کے خیالی خوف سے کانپنے لگتے ہیں۔ جیسے جانے لگے ہیں، لوگ شدت یاس میں خودکشی اختیار کر لیتے ہیں۔ اور یہ جو حال افراد کا ہے یہی حال جماعتوں، انجمنوں، مجلسوں، اسمبلیوں، پارلیمنٹوں، وزارتوں، اور حکومتوں کا ہوتا ہے۔ بدحواس اور دہشت زدہ ہو کر عقل سے خالی اور ہوش سے عاری جس طرح فرد ہو سکتے ہیں اسی طرح ملک، اسمبلی اور فلاں پارلیمنٹ، وزارت اور پوری حکومت بھی ہو سکتی ہے۔ ملکا تہ پذیری، انفعال و تاثر نہیں جماعتوں اور قوموں کا ہمبر افراد و اشخاص سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اب بات بالکل صاف ہے جب مرض کا منبع اور مرکز ذہن ٹھیرا تو علاج مرض بھی صرف ایک ہی ہے۔ رفع خوف۔ یہیں سے ان اہل سیاست کی نادانی بالکل واضح ہو جاتی ہے جو اپنے فریق کو ہمت و جوش دلانے اور دوسرے فریق کو مرعوب کرنے کی خاطر گرما گرم تقریریں، دو اپنے بل کی قوت کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں اسی آتش زبانی کا بالکل الٹا اثر ہوتا ہے اور ہر تیز و گرم تقریر جواب میں دوسرے تیز و گرم تر تقریر لاتی ہے۔ اور اس طرح باہمی اشتعال انگیزی کا عمل بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

ہونا یہ چاہئے تھا کہ پروپیگنڈہ اس کے بالکل رفع خوف، صلح و آشتی کا ہو تقریروں میں زیادہ سے زیادہ نرمی اور الفاظ میں زیادہ سے زیادہ شیرینی ہوتی بجائے ہندوستان کہے اور عمل کر کے کہ ہم عدم تشدد اور اہنسا کے قائل جنگ و جدل کیا جائے پاکستان تو ہندوستان ہی کا جزو ہے۔ ہم جب غیروں کو پیام محبت اور دعوت صلح و اتحاد دے رہے ہیں تو پاکستان تو اپنا ہی ہے اس کا کیا ذکر؟ کبھی پاکستان کو ضرورت ہو تو ہم کچھ اپنی طرف سے بھی پیش کرنے کو موجود ہیں ہماری نگاہیں بہ مذہب و ملت یکساں ہے۔ خاندان ہم وہ ہیں کہ دیکھئے کہ ہندو کے محافظ ہیں۔ ہمارا سرزمین پر اجمیر ہے، دہلی ہے، آگرہ ہے، لکھنؤ ہے، بہیں اشوک اور بکرماجیت ہی کی نہیں بابر، ہمایوں اور شاہجہاں کی بھی جانشین کا حق ادا کرنا ہے۔

اسی طرح پاکستان با آواز دہل اعلان کرے کہ ہم اسلام کے نام لیوا ہیں، پڑوسی کے حقوق کی ادائی ہمارے فرائض میں داخل ہے ہم سے اس کی بابت سوال ہوگا۔ بلا وجہ شرعی جا فورنگ کو دکھ پہنچانا ہماری شریعت میں معصیت ہے چہ جائے کہ اپنے بھائیوں اور ہمسایوں کے خلاف جدل و قتال ہندوستان سے تو ہم بٹے ہیں۔ اس لئے کہ آئندہ اتحاد کی بنیادیں پائدار ہوں نہ یہ کہ جنگ و فساد کی آگ اور بھڑکے، اور دونوں کو چاہئے کہ مل کر ہمسایہ بن کر رہیں۔

باقیہ یکنہد دو درا از خواندہ ام
از ناپیدی حکایت مہر و وفا مپرس (صدق)

جائیداد تخلیہ کنندگان

(۱۳)

دستور العمل (انتظام جائیداد تخلیہ کنندگان) تخلیہ بابت ۱۳۵ تضمیم حکومت ہند کے آرڈیننس بابت ۱۹۳۹ء رتب کیا گیا ہے اور جس کی تشہیر اس سے پہلے بھی کی جا چکی ہے اب جدید غیر معمولی سرسری ۲ و فرمائیں کیں شائع کر دیا گیا ہے اور جس کی اشاعت کی تاریخ ہی سے نافذ ہوگا۔

اس دستور العمل کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ہر اس شخص کو جو کیم جولائی ۱۹۴۷ء کے بعد کسی جائیداد کو تخلیہ کنندہ [illegible]

کامن ویلتھ معاشی کمیٹی

اگر دنیا کو پانچ معاشی طبقوں میں بانٹ دیا جائے —— یعنی کامن ویلتھ ریاست ہائے متحدہ امریکہ مرکزی اور جنوبی امریکہ۔ یورپ اور ایشیا تو کامن ویلتھ سب سے زیادہ تجارت کرتا ہے۔

کامن ویلتھ کی معاشی کمیٹی نے حال ہی میں کامن ویلتھ کی آئندہ تجارت کے متعلق ایک رپورٹ پیش کی ہے۔ اس وقت کامن ویلتھ کے سامنے دو اہم سوال ہیں۔

(۱) آئندہ کامن ویلتھ کی تجارت میں برطانیہ کا کیا حصہ ہوگا؟

(۲) کیا مجموعی طور پر کامن ویلتھ کی تجارت موجودہ اعلیٰ معیار پر قائم رہ سکتی ہے۔

دنیا کے تمام برآمدہ کا ۲۰ء۴ فیصدی کامن ویلتھ پیدا کرتی اور بیچتی ہے۔ یعنی باقی چار طبقوں میں سب سے زیادہ دوسری طرف کل درآمد کا ۲۴ء۳ فیصدی کامن ویلتھ ممالک حاصل کرتے ہیں۔ صرف یورپ اس سے زیادہ یعنی ۳۱ء۵ فیصدی درآمد کرتا ہے جب کہ برطانیہ کو یورپ کی بجائے کامن ویلتھ میں شمار کیا جائے۔ گذشتہ دس سال کی تجارتی رد و بدل کے باوجود کامن ویلتھ کی تجارت کی آج بھی وہی پوزیشن ہے۔

کامن ویلتھ میں برطانیہ، کناڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، جنوبی آفریقہ، ہندوستان، پاکستان، سیلون جنوبی روڈیشیا اور برطانوی نوآبادیاں شامل ہیں۔ برطانیہ آج کل اپنی نصف سے زیادہ برآمد کامن ویلتھ ممالک کو کرتا ہے۔ اور ان سے صرف ۴۳ فیصدی درآمد کرتا ہے۔ آسٹریلیا کی برآمد ۷۶ فیصدی اور درآمد ۶۸ فیصدی اور نیوزی لینڈ کی برآمد ۹۰ فیصدی اور درآمد ۷۷ فیصدی ہے۔

ظاہر ہے کہ کامن ویلتھ دنیا کے علاوہ اپنے ممبر ممالک سے بھی خوب تجارت کرتی ہے امید ہے کہ آئندہ برطانیہ کی بڑھ جائے گی گذشتہ چند سال میں جو چیزیں صرف ڈالر والے ممالک کے لئے ہی تیار کی جاتی تھیں اب زیادہ مقدار میں بننے کی وجہ سے اسٹرلنگ حلقہ کو بھی مہیا کی جائیں گی۔

دوم کامن ویلتھ میں ترقی کے اسکیموں کی تکمیل کے لئے برطانوی ساز و سامان کی ضرورت ہوگی اور سوم کامن ویلتھ کے کئی ممبر اسٹرلنگ فاضلات کے مالک ہیں جنہیں خرچ کرنے میں ابھی دیر لگے گی۔ اور جس کے عوض برطانوی مال بھی خریدا جائے گا۔

دیگر کامن ویلتھ ممالک کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ برطانیہ سے زیادہ درآمد کا اثر ان کی اپنی پیداوار پر اچھا پڑے گا۔ مثلاً برطانوی نوآبادیاں سنہ ۵۳ء تک برطانیہ کو ۲۴ کروڑ پونڈ کا مال بھیج رہی ہیں۔

لیکن ان خوش فہمیوں سے وہ تجارتی مشکلات دور نہیں ہو جائیں گے جو ان ممالک کو باقی دنیا کے ساتھ تجارت بحال رکھنے میں پیش آنے والی ہیں۔

اول دیگر ممالک کے معاشی حالت بحال ہو رہی ہے اور وہ تجارت میں کامن ویلتھ کا مقابلہ کریں گے۔

دوم جوں جوں کامن ویلتھ کے خام اشیاء پیدا کرنے والے ممالک اپنی صنعتوں کو بڑھائیں گے توں توں کامن ویلتھ کی تجارت کا موجودہ خاکہ بدل جائے گا۔

فی الحال کامن ویلتھ کے حق میں تین باتیں ہیں۔ برطانیہ زیادہ سے زیادہ سامان اسٹرلنگ حلقہ سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کامن ویلتھ ڈالر والے علاقہ کو برآمد بڑھانا چاہتی ہے اور یورپ نے اسٹرلنگ ممالک سے زیادہ مال خریدنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

یہ ہے کامن ویلتھ معاشی کمیٹی کا جائزہ اور حوصلہ افزا رپورٹ۔

انتخابات

حیدرآباد کے عوام کے لئے انتخابات کا تجربہ بالکل نیا ہے۔ حیدرآباد کے یہ بے چارے عوام نہیں جانتے کہ ووٹ کسے کہتے ہیں اور کس طرح ووٹ کا استعمال کرنا چاہئے ابھی حیدرآباد کے قائدین کو بھی اس کا تجربہ ہے کہ انتخابات کیسے لڑے جاتے ہیں اور انتخابات میں کتنا روپیہ صرف ہوتا ہے اور انتخابات کے شروع ہی کیسے لوگ بیدار ہو جاتے ہیں ان تمام کا ہم حیدرآبادیوں کو اب تجربہ کرنا ہے اس تجربہ کی ابتداء کانگریس کے انتخابات سے ہوئی جو دستور ساز اسمبلی کے انتخابات پر ختم ہوگی کانگریس کے انتخابات ابھی ختم نہیں ہوئے۔ اس ماہ میں شاید یہ انتخابات مکمل ہو جائیں۔ لیکن انتخابات کی دوڑ دھوپ ختم نہیں ہوگی۔ کیونکہ ڈیڑھ دو مہینے کے اندر ہی یعنی جنوری یا فروری میں حیدرآباد اور سکندرآباد کے بلدیوں کے انتخابات ہوں گے حیدرآباد اور سکندرآباد کے بلدی انتخابات ختم ہی ہونے پائیں گے کہ دستور ساز اسمبلی کے انتخابات شروع ہو جائیں گے گویا اس طرح انتخابات کا بخار پورے زوروں پر چڑھا ہوا رہے گا۔ کسی کو بھی فرصت نہ ملے گی مختلف انتخابات کی سرگرمیوں میں سرگرداں رہے گا ممکن ہے کہ اس کے بعد پھر اس وقت عام انتخابات ہوں جب کہ ہندوستان کے جدید دستور کے تحت سارے ہندوستان میں ہوں گے۔ جو کم از کم دستور ساز اسمبلی کے یہ انتخابات شاید آئندہ کام بن جائیں اور سارے ہندوستان کے ساتھ ساتھ حیدرآباد کو چننا ہوگا تاکہ انتخابات کے معاملے میں بھی حیدرآباد کو سارے ہندوستان کا ساتھ دینا ہوگا اس طرح ان انتخابات کا ایک لگاتار سلسلہ جاری رہے گا اور قائدین کی توانائیاں ان ہی انتخابات میں صرف ہوں گی۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کتنی رقم ان انتخابات میں صرف ہوگی۔ معمولی کانگریس انتخابات میں چند لاکھ روپیہ صرف ہو سکتے ہیں تو پھر دستور ساز اسمبلی کے انتخابات کا ذکر ہی کیا۔ یہ تمام جمہوریت کے لوازمات ہیں۔ ان جمہوری انتخابات پر حکومت کو کئی لاکھ روپیہ صرف کرنا ہے۔ دستور ساز اسمبلی کے امیدوار الگ صرف کریں گے ضابطہ کی رو سے ۲۰۰۰ امیدواروں کے جانب سے ۲ لاکھ روپیہ جائز طور پر خرچ کئے جا سکتے ہیں اور جب ہر نشست کے لئے مقابلہ ہو تو ظاہر ہے یہ رقم کہاں تک پہنچ گئی ہوگی۔ سرکاری طور پر حسابات میں نہ بتائی جانے والی رقم کا تو کوئی حساب ہی نہیں اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنی توانائیاں صرف ہوں گی اور کتنی رقم ضائع ہوگی ہم ان کی مذمت تو نہیں کر سکتے کیونکہ یہ تمام ضروری ہیں۔ لیکن لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ آخر نتیجہ کیا ہے۔

انتخابات کا فائدہ یہ ہونا چاہئے کہ عوام کو سیاسی تعلیم و تربیت حاصل ہو۔ انتخابات میں عام طور پر اس کی توقع کی جاتی ہے کہ عوام کے سامنے ان کی بہبودی اور ترقی سے متعلق سیاسی اور معاشی مسائل پیش ہوتے ہیں جن سے عوام کو غور کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ لہٰذا انتخابات کی نسبت یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ عوام کی سیاسی تعلیم و تربیت کا ایک اہم ذریعہ ہیں لیکن ہمیں تو یہ توقع پوری ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی کیونکہ اب تک کسی پارٹی کا کوئی منصوبہ یا ”سیاسی منشور“ تیار نہیں ہے اور ہمارا خیال ہے کہ شاید ہی کسی نے اس کی ضرورت محسوس کی ہو ہمارا اندازہ ہے کہ سستی تیز پروپگنڈہ کو زیادہ کام میں لایا جائے گا عوام کے جذبات سے کھیلا جائے گا۔ اور سیاسی اور معاشی نظریوں اور پروگرام کے مقابلہ میں شخصیتوں کو زیادہ دخل رہے گا۔ اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالا جائے گا۔ اور ذاتی حملے کئے جائیں گے۔ لہٰذا قبل از قبل ان تمام باتوں سے ووٹروں کو واقف ہونا ضروری ہے تاکہ جو سمجھدار لوگ ہیں اس وقت ان کا یہ فرض ہے کہ عوام کو زندگی سے تعلق رکھنے والے مختلف پیچیدہ مسائل سے انہیں واقف کرایا جائے تاکہ جب انتخابات کا موقع آ جائے تو عوام پہلے تیار ہیں اور ووٹ کے لئے آنے والے امیدوار سے سوالات کر کے کہ آزمودہ منتخب ہو کر عوام کی بہبودی کے لئے کیا کام انجام دیں گے۔ اس قسم کی تعلیم و تربیت نہایت ضروری ہے اور یہ کام بہتر طریقہ پر ایسے لوگ کر سکتے ہیں جو آئندہ انتخابی جھگڑوں میں پڑنے والوں میں سے نہیں ہیں کالجوں کے پروفیسر، اساتذہ، وکلاء، ڈاکٹر اور کالجوں کے بیدار طلباء کام اس طرح کا کام بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔

(درجیت)

بیت المقدس بین الاقوامی نگرانی میں

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

[illegible] ہوگئے تو اب امدادی کمیٹی تمام عرب مہاجرین اور مصیبت زدوں کی امداد کے لئے پونڈ اور ڈالر منظور کئے جا سکتے ہیں تاکہ عرب سمجھیں کہ امریکہ ہمارا بڑا ہمدرد ہے اور مصیبت میں وہی کام آیا ہے۔

امریکی ماہر کی خدمت پنڈت نہرو کا بیان

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۳)

وزیر اعظم ہند نے بتلایا کہ ڈاکٹر ژرون کی خدمات (۳) ماہ کے لئے حاصل کی گئی تھیں اور انہوں نے ۱۳ اگست ۱۹۵۱ء کو اپنی خدمت کا جائزہ ..... حاصل کیا تھا۔ ڈاکٹر ژرون کی مدت ملازمت اس وقت اختتام کو پہنچی جب کہ "پنڈت نہرو" امریکہ کے دورہ سے واپس آچکے تھے بعد میں یہ مناسب سمجھا گیا کہ ڈاکٹر ژرون کی مدت ملازمت میں کچھ اور توسیع کردی جائے۔ تاکہ وہ ملک کی صنعتی ترقی کے بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ پیش کرسکیں وزیر اعظم ہندوستان نے آگے چل کر بتایا کہ ڈاکٹر ژرون سے ان کی خدمات حاصل کرنے کے لئے جو معاہدہ کیا گیا تھا اس کی شرائط کی رو سے حکومت ہند نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ڈاکٹر ژرون کو ان کے اور ان کی بیوی کے امریکہ سے آنے کا الاؤنس ہندوستان میں اتفاقی مصارف کے علاوہ دو ماہانہ دو ہزار امریکی ڈالر بطور معاوضہ ادا کرے گی۔

(پی۔ ٹی۔ آئی)

ہند۔ پاک اختلاف دور کرنے کی کوشش

نیویارک ۱۹ دسمبر۔ آج شب دیر گئے سلامتی کونسل کے صدر جنرل اینڈ ریو جی ایل میکناٹن نے مسئلہ کشمیر پر پاکستان نمائندوں سے نجی بات چیت شروع کردی انہوں نے پاکستان وفد سے اس کے دفتر واقع نیویارک میں ملاقات کی۔ پاکستانی وفد وزیر خارجہ سر محمد ظفر اللہ خان، مسٹر محمد ایوب کھوڑو، مسٹر ایم کے ترمانی، پاکستان کی سیلانی سفیر اور مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے مشیر مسٹر محمد علی پر مشتمل ہے۔

پی۔ ٹی۔ آئی کا نامہ نگار مقیم نیویارک سے بذریعہ بجری تار اطلاع دی ہے کہ آج مسئلہ کشمیر متحدہ قوموں سے سلامتی کونسل کے لینڈ اول صدر، بیڈری جی ایل میکناٹن کے دفتر واقع نیویارک میں منتقل ہوگیا۔

سلامتی کونسل نے جنرل میکناٹن کے سپرد یہ کام کیا ہے کہ وہ ہندوستان اور پاکستان کے نمائندوں نے نجی بات چیت کے ذریعہ مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کی ایک اطمینان بخش بنیاد تیار کریں۔

شب کو روز انہوں نے پاکستانی وزیر خارجہ سر محمد ظفر اللہ خان سے ملاقات کی ہے اور آج ہی دیر گئے بعد وہ اس سلسلہ میں کوئی دوسرا اقدام کریں گے اس گفتگو کے لئے مواد کی تیاری میں ہندوستان اور پاکستان دونوں ممالک کے نمائندے مصروف ہیں معلوم ہوا ہے کہ جنرل میکناٹن اپنے کام کو کس طرح سے انجام دیں گے۔ اس کی تفصیلات ابھی طے نہیں پائی ہیں۔ وہ دونوں ممالک کے وفود سے علیحدہ یا مل کر جیسا بھی وہ مناسب خیال کریں گفتگو کرسکتے ہیں۔

(پ۔ ٹ۔ ا)

عاملہ کانگریس کا اجلاس

کرناٹکی ارکان کے استعفا پر غور وخوض

نئی دہلی ۲۱ دسمبر۔ کانگریس کی مجلس عاملہ نے جس کا کل صبح ۹ بجے سردار پٹیل کی قیام گاہ پر اجلاس منعقد ہوا تھا جس کی صدارت ڈاکٹر پٹابھی سیتا رامیا نے کی۔

معلوم ہوا ہے کہ مجلس عاملہ نے کرناٹک صوبائی کانگریس کمیٹی کے احکامات کی تعمیل میں صوبائی اور مرکزی مجلس دستور ساز کے کرناٹکی ارکان نے اس تعلق پر غور کیا یاد رہے کہ صوبائی کانگریس کمیٹی نے کانگریسی اعلیٰ کمان کی صوبہ کرناٹک کی تشکیل میں ناکامی کے خلاف بطور احتجاج کرناٹک کے تمام اراکین مجالس مقننہ و مجلس دستور ساز کو استعفا دینے کی ہدایت کی تھی کہ جس کی ارکان نے تعمیل کردی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ کانگریس کی مجلس عاملہ نے کل اس سلسلہ میں کرناٹک کانگریس کمیٹی کے صدر مسٹر نجالنگپا سے کرناٹک کے کانگریسی حلقوں کے تاثرات معلوم کئے

مزید معلوم ہوا ہے کہ کانگریس کی مجلس عاملہ نے کرناٹک کے اراکین مجالس مقننہ کی ان درخواستوں پر غور کیا جن میں انھوں نے مجلس عاملہ سے اپنے مستعفی ہوجانے کی اجازت طلب کی ہے اگرچہ کہ اب تک کرناٹک کے سوال پر مباحث کی تکمیل نہیں ہوئی ہے تاہم کانگریسی اعلیٰ کمان سے قریبی ربط رکھنے والے باخبر حلقے باور کرتے ہیں کہ مجلس عاملہ اس مسئلہ پر اپنی قرارداد میں کرناٹک کے اراکین مجلس مقننہ کے اقدام پر ناپسندیدگی کا اظہار کرے گی۔ اس مسئلہ پر مجلس عاملہ کی قرارداد کا مسودہ پنڈت جواہر لال نہرو نے تیار کیا ہے۔

ان ہی ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کرناٹک کی صوبائی کانگریس کمیٹی نے صوبہ آندھرا کی مثال دے کر صوبہ کرناٹک کی تشکیل کا جو مطالبہ کیا ہے اسے اچھا نہیں سمجھا جارہا ہے صوبہ کرناٹک کی تشکیل میں سب سے بڑی دشواری یہ بتلائی جاتی ہے کہ اس معاملہ میں کرناٹک کی صوبائی کانگریس کمیٹی اور حکومت میسور کے مابین کوئی سمجھوتہ نہیں ہوا ہے۔ جے۔ وی۔ پی رپورٹ میں اس امر کی کامل وضاحت کردی گئی ہے کہ لسانی صوبوں کی اسی وقت تشکیل عمل میں آسکتی ہے جبکہ فریقین اس بات پر متفق ہوں۔

کل کے اجلاس میں ڈاکٹر راجندر پرشاد مسٹر بی۔ جی کھیر، مسٹر سی راجہ گوپال اچاری اور مسٹر ٹنڈن کے پائی کے علاوہ تمام اراکین نے شرکت کی۔ کانگریس کی مجلس عاملہ اپنے آج کے اجلاس میں کرناٹک کے مسئلہ پر کوئی قطعی فیصلہ صادر کرنے کے علاوہ صوبہ متحدہ کی کانگریس کمیٹی کی حالیہ قرارداد پر بھی غور کرے گی جبکہ کانگریس کی چار آنے والی رکنیت کی تجدید اور کل ہند کانگریس کمیٹی کے اجلاس کی تاریخ اور پروگرام کا تعین کیا جائے گا۔

(پی۔ ٹی۔ آئی)

دولت مشترکہ کے وزراء خارجہ کی کانفرنس

کولمبو ۲۰ دسمبر دولت مشترکہ کے وزراء خارجہ کی کانفرنس کا یہاں ۹ جنوری سے آغاز کا اعلان کیا گیا ہے اعلان میں کانفرنس کا مقصد یہ بتلایا گیا ہے کہ بین الاقوامی صورت حال کا جائزہ لیا جائے اور دولت مشترکہ کی اقتصادی پالیسی کے عام خدوخال کی چھان بین کی جائے برطانیہ کے وفد برطانوی وزیر خارجہ مسٹر ارنسٹ بیون قطب نودل سیک وزیر امور دولت مشترکہ مالکم میکڈونالڈ والیہ جنوب مشرقی ایشیا کے کمشنر جنرل سر والٹر ہاکنس سیلون کے برطانوی ہائی کمشنر اور برطانوی حکمہ ایسے کے دیگر عہدہ دار مجلس تجارت پر مشتمل ہوگا ہندوستانی وفد کے قائد پنڈت نہرو وزیر اعظم ہونگے۔ وفد میں ان کے نائب مہتمم امور خارجہ کے بی ایس گا ڈگری مالیات مسٹر راؤ نائب مہتمم آل وی نگر گری ہائی کمشنر ہند برائے سیلون شامل ہونگے۔ راؤ بہادر سنگھ نائب مہتمم وزارت خارجہ وفد کی معتمدی کے فرائض انجام دیں گے کنیڈا کا وفد ۱۲ اراکین پر مشتمل ہوگا اس میں مسٹر لیسٹر پیرسن وزیر خارجہ۔ آر ڈبلیو مئے وزیر محکمہ ماہی گیری۔ آسٹریلیا کا وفد جوابی الاپ مسٹر ہیرالڈ ہولٹ کریں گے جو وہاں ہی میں وزیر خارجہ مقرر ہوئے ہیں پاکستانی وزیر مال و تجارت مسٹر غلام محمد پاکستانی وفد کے قائد ہونگے

(اے۔ پی امریکہ)

اشتہار

نمبر مقدمہ [illegible] حاضری دہمی مدعا علیہا نمبر ۲ مساۃ دہرنڈی زوجہ باجے راؤ بہ عدالت دیوانی صفی تعلقہ [illegible] ضلع [illegible] با اجلاس عالیجناب مولوی محمد [illegible] صاحب جسٹس [illegible]

(مدعیہ) انساباٹی زوجہ [illegible] مرہ (۱) [illegible] سالہ [illegible] ساکن موضع [illegible] بنام (مدعی علیہم) (۱) [illegible] قوم دہنگر عمر ۳۰ سالہ پیشہ زراعت ساکن موضع [illegible] (مدعی علیہم) (۲) [illegible] بائی زوجہ [illegible] قوم دہنگر عمر ۵۰ سالہ پیشہ زراعت ساکن صدر

(۲) دہرنڈی زوجہ باجے راؤ قوم دہنگر عمر ۳۰ سال پیشہ زراعت ساکن موضع [illegible] تعلقہ [illegible] دعوی [illegible] مورو ثی نشان [illegible] واقع موضع [illegible] تعلقہ [illegible] حقیقت و ملکیت وغیرہ کے مقدمہ ہذا میں تمہارے نام عدالت ہذا سے متعدد سمن اجرا کئے گئے لیکن تمہاری ذات پر سمن کی تعمیل نہ ہوئی اس وجہ سے حسب استدعا مدعیہ اخبار میں شائع کیا جاتا ہے۔ بہ منظوری کا اشتہار بہ تعین تاریخ ۲۶ بہمن [illegible] روز [illegible] بوقت ۱۰ ساعت تاریخ پیشی مقرر کی گئی ہے لہذا مساۃ دہرنڈی زوجہ باجے راؤ مدعی علیہا نمبر ۲ کو بلفظ کہ تاریخ و وقت مقررہ پر عدالت ہذا میں حاضر ہو کر مقدمہ کی پیروی و جوابدہی کرو بصورت غیر حاضری تمہارے حسب ضابطہ کاروائی ہوگی پھر کوئی عذر قابل مسموع نہ ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۲ بہمن [illegible] میری دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ فقط مہر و دستخط حاکم عدالت۔

اعلان

نشان (۱۳) مورخہ ۱۲ بہمن [illegible]

ذریعہ ہذا عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دوکاندار راتب بندی کو ہدایات دیگئی ہیں کہ اگر جیر کسی حقوق کے صاحبین کو غلہ دینے سے انکار کریں گے تو ان کو سخت سزا دیجائیگی۔

دوکانات راتب بندی پر حسب شکایات لکھی گئی ہے۔ [illegible] ناظم راتب بندی

اعلان

نشان (۴۲) آر واقع ۱۳ بہمن [illegible]

ذریعہ ہذا عوام بلدہ حیدرآباد و سکندرآباد کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دوکانات راتب بندی پر کھچڑی چاول سربراہ کیا گیا۔ تاریخ ۹ بہمن [illegible] ایک ہفتے کے نئے چاول کا راشن بھی دو چھٹانک فی کس کے حساب سے ہر بالغ کو ایک چھٹانک کھچڑی چاول اور ایک چھٹانک موٹا چاول اجرا ہوگا فقط ناظم راتب بندی۔

اعلان

نشان (۴۳) آر واقع ۱۳ بہمن [illegible]

ذریعہ ہذا عوام بلدہ حیدرآباد و سکندرآباد کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اجناس راتب بندی کا کوٹہ جو رواں ہیں حسب سابق سن ابتدا ۱۶ بہمن [illegible] روز جمعہ تا ۲۲ بہمن روز پنجشنبہ رہیگا۔ فقط ناظم راتب بندی

جائیداد تخلیہ کنندگان (بقیہ سلسلہ صفحہ ۵) یا ایسی جائیداد کے متعلق وہ جانتا یا باور کرنے کی وجہ رکھتا ہو وہ جائیداد تخلیہ کنندہ ہے۔ قبضہ نگرانی یا انتظام رکھتا ہو یا کسی وقت رکھتا ہو لازم ہوگا کہ اس دستور العمل کے نفاذ سے ساٹھ یوم کے اندر ناظم جائیداد تخلیہ کنندگان کے پاس ایسی جائیداد کے متعلق مفصل اطلاع پیش کرے۔

دی کو اپریٹیو پریس لمیٹیڈ میں
چھپ کر
دفتر ملاپ سانچہ توپ
حیدرآباد دکن
سے شائع ہوا